اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلَام

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

معاشی بائیکاٹ

ایک مؤثر ہتھیار اور سنتِ رسولؐ

معاشی بائیکاٹ دنیا میں پر غرور دشمن کو راہِ راست پر لانے کے لیے ہمیشہ سے ایک مؤثر ہتھیار سمجھا جا رہا ہے۔ اور ہر سطح پر انسانی برادری اس ہتھیار کو استعمال کرتی آ رہی ہیں۔ خود آقائے نامدار رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر اس ہتھیار کو استعمال کر کے اُسے سُنّتِ رسولؐ کا درجہ بخشا۔ نمبر۱ اسلامی بیت المال کے اونٹ چرا لے اور چرواہے کو شہید کر دینے والے ڈاکوؤں اور مرتدوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سزا دی کہ ان کے اعضاء کاٹ کر انہیں کھلے میدان میں پھینک دیا۔ تین دن تک وہ اس حالت میں رہے۔ کہ نہ انہیں کھانے پینے کی اشیاء فراہم کی گئیں۔ اور نہ ہی سایہ مہیا ہو سکا۔ حتیٰ کہ اس حالت میں وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے۔ مدینہ منورہ کے یہودیوں کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے محلہ کا محاصرہ کر لیا۔ جو کئی ہفتے جاری رہا۔ اشیاء خورد و نوش ان تک پہنچنے سے روک دی گئیں۔ ان کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔ ان کے باغات جلا دیئے گئے۔ حتیٰ کہ وہ ہتھیار ڈال کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ منظور کرنے پر مجبور ہو گئے۔ غزوۂ تبوک میں محض سُستی کی بناء پر شریک نہ ہو سکنے کے باعث تین مخلص صحابہ کرامؓ حضرت کعب بن مالکؓ حضرت ہلال بن امیہؓ اور حضرت مراۃ من ربیعؓ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر مؤثر سوشل بائیکاٹ کیا۔ کہ ان کی بیویاں تک انہیں چھوڑ کر میکے چلی گئیں۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمانے کا اعلان کیا۔ بائیکاٹ جاری رہا۔ قبائل اور برادریوں کی سطح پر بھی بگڑے ہوؤں کو راہِ راست پر لانے کے لیے حقہ پانی بند کرنے کا ہتھیار استعمال ہوتا ہے۔ اور عربوں کی طرف سے یہود نواز ممالک کو تیل کی سپلائی روک دینا بھی معاشی بائیکاٹ کا ایک حصّہ تھا۔ آج عالم اسلام کی ۱۴۰ تنظیموں نے مکہ مکرمہ میں جمع ہو کر مسلم برادری کی سطح پر قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ مسلم برادری کا فیصلہ ہے۔ اور اس متفقہ فیصلہ کی مخالفت کرنے والوں کو یہ سوچ لینا چاہیے کہ غیور برادریاں اپنے فیصلوں کی پابندی نہ کرنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا کرتی ہیں:

حکمرانو سُن لو!

بائیکاٹ کی مخالفت مسلم برادری کے فیصلہ کی مخالفت اور کوئی غیور مسلمان اس کا ہرگز روادار نہیں ہو سکتا۔

کیا اسلام ہر کسی پر رواداری کی اجازت دیتا ہے

از مولانا قاضی عبدالکریم
مہتمم مدرسہ عربی نجم المدارس
کلاچی

اسلام دین رحمت ہے اور وہ بلاشبہ پوری انسانیت سے ہمدردی رواداری اور حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔ اسلام اخلاق کا علمبردار ہے۔ اور وہ کسی وقت بھی اپنے پیروں کو بداخلاقی کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ وہ ظالم اور مظلوم کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اسلام مجسم رحمت ہے۔ لیکن وہ چوروں کو قاتل کو ظالم کو چھپانے اور اس کو سزا سے چھوڑا دینے کے حق میں نہیں ہے وہ محض زانی کو برسر بازار سنگ سار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ادنی سی رافتہ کا بھی سختی سے انکار کرتا ہے ارشاد خداوندی ہے۔ ولا تاخذکم بہا رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر۔ سورۃ نور۔ اسلام کفار کی بیمار پرستی مرجائیں تو ان کے اقرباء سے تعزیت کرنے اور مختلف علاقوں سے ان کے ساتھ ہمدردی اور حسن اسلوبی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ مگر اس وقت کہ (۱) وہ کافر برسر پیکار نہ ہو (۲)، وہ اپنی مرضی سے مسلمان ہونے کے بعد مرتد نہ ہوگیا ہو (۳)، اور نہ ہی وہ اپنے کفر پر دھوکہ اور فریب کا پردہ ڈال کر اپنے کو مسلمان ظاہر کر رہا ہے جو کافر حربی ہو۔ مسلمانوں سے نبرد آزما ہو وہ تمہاری ہمدردی کا مستحق نہیں اس کے ساتھ ہمدردی کر کے تم مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہو۔ جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے اس کے حق میں اسلام نے "من بدل دینہ فاقتلوہ" کا کھلا اعلان کر دیا ہے اور جو شخص ضروریات دین کا انکار کرتے ہوئے اسلام کا دعوی بھی کرتا رہتا ہے۔ وہ ملحد اور زندیق ہے اس کے ساتھ حسن سلوک عامۃ المسلمین کو دھوکہ اور فریب میں ڈال دے گا کہ شاید دین کے ان ضروری باتوں سے انکار کرنے کے باوجود وہ مسلمان رہ سکتا ہے۔ اور اس طرح نہ صرف یہ کہ مسلمان ملک کی سرحدوں کا دشمن کے ہاتھوں میں چلے جانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، بلکہ خود اسلام کی سرحدیں خطرہ میں پڑ جاتی ہیں، اور کفر و اسلام کا امتیاز اٹھ جانے کا شدید خطرہ لاحق ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جہاں عین میدان بدر واحد میں رحمت کے دامن کو نہیں چھوڑا وہیں ایسے ملاحدہ اور زنادقہ کے ساتھ ہر قسم کی رواداری رکھنے سے امت کو سختی کے ساتھ روک دیا ہے۔

مشکواۃ شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ (دعوی اسلام) کے باوجود تقدیر کا انکار کریں۔ اگر وہ بیمار ہو جاویں تو ان کی بیمار پرسی نہ کریں، اگر مرجاویں تو ان کے جنازہ پہ نہ جاویں، دوسری روایت میں ہے ان کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھا کریں۔ ان کو ابتدا بالسلام نہ کریں۔

اور انہیں اپنا افسر اور حاکم تسلیم نہ کریں۔

اسی مشکواۃ شریف میں ایک جلیل القدر صحابی رضی کے متعلق بیان فرمایا گیا ہے۔ کہ

اس کو کسی نے ایک شخص کا سلام پہنچایا آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ (دعوی اسلام) کے باوجود تقدیر کا منکر ہے سو اگر ایسا ہے تو میرا ان سے سلام نہ کہیں۔ بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کفار کے ساتھ بھی حسن سلوک کا روادار ہے۔ بشرطیکہ اس رواداری سے جمہور امت کو نقصان نہ پہنچے۔ لیکن جس رواداری سے عوام اہل اسلام کو دین یا دنیا کا نقصان پہنچے، اس رواداری کا اسلام اور تو اور حرم پاک میں بھی روادار نہیں ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمایئے اسلاف کرام کے چند تصریحات

تفسیر مدارک میں ہے (یاد رہے صاحب مدارک ساتویں ہجری کے متبحر حنفی علماء میں سے یعنی آج سے سات سو سال پہلے یہ حکم بیان فرما چکے ہیں) جو شخص ناحق قتل کرنے یا مرتد ہو جانے یا زنا کی وجہ سے واجب القتل ہو جاوے اور وہ یہ جرائم کر کے حرم پاک مکہ معظمہ میں چلا جائے تاکہ وہ سزائے قتل سے بناہ لے سکے۔ تو ایسے شخص کو حرم میں تو ٹھہرنے کے لیے مکان دیدیا جائیگا نہ اسے کھانا دیا جائے گا۔ نہ اسے پانی پلایا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ حرم سے نکلنے پر مجبور ہو جائے گا۔ تاکہ حرم سے باہر آکر اسے جرم کی سزا دی جا سکے۔

تفسیر خازن میں بھی ہے (واضح رہے کہ مؤلف خازن آٹھویں صدی کے اوائل میں یہ کتاب لکھ چکے ہیں جس پر سات سو سال گذرنے والے ہیں۔ کہ امام اعظم ابو حنیفہ رح کے نزدیک جو شخص قتل کر کے حرم میں پناہ لینے چلا جائے اس سے حرم میں تو قصاص نہیں لیا جاتے گا۔ لیکن نہ اسے کھانا دیا جائے گا نہ اس کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ اس کے ساتھ بات بھی نہ کی جاوے گی۔ یہاں تک کہ وہ تنگ آکر حرم سے نکلنے پر مجبور ہو جاوے گا۔ آیتہ شریفہ "ومن دخلہ کان آمنا" کے ماتحت یہی حکم جامع البیان میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ جس کی عبارت یہ ہے۔ "لکنہ لا یطعم ولا یسقی حتی یخرج فیوخذ بذنبہ"

تفسیر مظہری میں ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جس شخص پر خارج از حرم قتل واجب ہوا بطور قصاص کے یا حد واجب ہوئی اور اس نے حرم میں پناہ لی تو اس سے حرم میں قصاص نہیں لیا جاوے گا۔ لیکن نہ اس کو کھانا دیا جائے گا۔ نہ اس سے خرید و فروخت کا معاملہ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ حرم پاک سے نکلے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ

حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔

اسی طرح تفسیر روح المعانی نے بھی اسی ایت کے تحت لکھا ہے، کہ حضرت ابن عباس رح فرماتے ہیں کہ اگر میرے باپ کا قاتل بھی حرم میں مل جائے تو میں اس کو قتل نہیں کروں گا پھر فرمایا کہ حضرت ابن عباس رض کا یہ ہے کہ اگر کوئی قتل کر کے یا چوری کر کے حرم میں پناہ لینے کے لیے داخل ہوگیا تو اس کے ساتھ نہ تو مجالست کی اجازت ہے نہ اس کے ساتھ بات کی جاوے نہ اسے ٹھہرنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ وہ حرم سے باہر نکلنے پر مجبور ہو جائے۔ اور تاکہ اسے اپنے کئے کی سزا دی جا سکے۔

بطور مشت نمونہ خروارے۔ یہ چند تصریحات اسلاف کرام کی پیش کی گئیں۔ جس سے یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام ہر کافر سے رواداری کی اجازت نہیں دیتا۔ بہت بہت سے کفار جیسے حربی۔ مرتد۔ زندیق اور ملحد اور بہت سے فاسق جیسے قتل۔ زنا اور چوری وغیرہ کر کے حرم میں پناہ لینے والے ایسے ہیں کہ ان سے مکمل مقاطعہ اور بائیکاٹ اور ان پر حقہ پانی بند کرنے کا اسلام نے سختی سے حکم کیا ہے۔

قادیانیوں سے مقاطعہ کا مرکزی مجلس عمل نے جو حکم دیا ہے وہ اسلام کے ان ہی تصریحات پر مبنی ہے۔

جب انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا اور یہ کھل کر غیر مسلموں میں شمار ہونے لگیں گے، تو جن صورتوں میں دوسرے کھلے غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک کا برتاؤ کرنا جائز ہے۔ یہ بھی ان کے مستحق ٹھہریں گے۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جمعہ ۵ رجب المرجب ۱۳۹۴ھ
مطابق
۲۶ جولائی ۱۹۷۴ء

جلد ۱۷
شمارہ ۲۶
فی پرچہ ۵۰ پیسے

بدل اشتراک

سالانہ ۲۵/۰ روپے
ششماہی ۱۳/۰ ،،
سہ ماہی ۷/۰ ،،

ٹیلیفون ۶۷۷۱۵

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ

مدیر
زاہد الراشدی

ولی خان، مسٹر بھٹو اور افغانستان

وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے گذشتہ دنوں صوبہ سرحد کے شمالی علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے اپنی تقاریر میں پاکستان کی سرحدوں پر افغانستان اور بھارت کی افواج کے اجتماع کے انکشاف کے ساتھ ساتھ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد جناب عبدالولی خاں کے خلاف بھی غم و غصہ کا اظہار فرمایا ہے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں انہوں نے کوئی نئی بات کرنے کی بجائے وہی باتیں دہرائی ہیں جو وہ اور ان کے پیشرو حکمران اس سے قبل متعدد بار کہہ چکے ہیں۔ لیکن موجودہ ملکی و بین الاقوامی صورت حال کے پیش نظر بھٹو صاحب کی یہ نئی مہم اپنے مالہٗ و ماعلیہ پر غور و خوض کی دعوت دیتی ہے۔

مسٹر عبدالولی خاں کے نظریات و افکار پاکستان کے کسی شہری پر پوشیدہ نہیں، وہ ملکی اور بین الاقوامی سیاست میں ایک مخصوص نقطۂ نظر کے حامل سیاستدان ہیں، جس کا اظہار وہ کئی بار کر چکے ہیں اور شاید ولی خاں کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ زمانے کے ساتھ چلنے اور ہوا کا رخ بدلتا دیکھ کر اپنے موقف میں لچک پیدا کر لینے کی "صلاحیت" سے محروم ہیں، ورنہ آج صورت حال اس سے مختلف ہوتی جو دکھائی دے رہی ہے۔

ولی خاں کے خلاف آج تک جتنی باتیں بھی کہی جاتی رہی ہیں ان کی تان دو باتوں پر آکر ٹوٹتی ہے۔ ایک یہ کہ ولی خاں قیام پاکستان کے مخالف تھے، اور دوسری یہ کہ وہ افغانستان جاتے ہیں اور افغان حکمران سے ملتے ہیں۔

جہاں تک قیام پاکستان کی مخالفت کا تعلق ہے یہ کوئی جرم نہیں۔ ملت اسلامیہ کے ایک باشعور حلقے نے دلائل کی بنیاد پر دیانتداری کے ساتھ قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ اور قیام پاکستان کی صورت میں کچھ خدشات کا اظہار کیا تھا۔ اس بات سے قطع نظر کہ اس حلقے نے جو خدشات پیش کئے تھے وہ غلط ثابت ہوئے یا صحیح قیام پاکستان کے بعد اس حلقے نے ملکی سالمیت کے تحفظ اور پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اور اس حقیقت کو جھٹلانے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا کہ ۱۹۷۱ء میں جب سالمیت پاکستان کے بعض نام نہاد ٹھیکیداروں کی سرگرمیاں پاکستان کو دو لخت کرنے کا موجب بن رہی تھیں، قیام پاکستان کی مخالفت کرنے والے حلقہ کے دو ممتاز راہنما مولانا مفتی محمود اور خان عبدالولی خاں ڈھاکہ میں ملک کے دونوں حصوں کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کرنے اور تقسیم ملک کو روکنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ اور آج بھی دونوں راہنما دوسرے سیاسی قائدین کے شانہ بشانہ ملک میں جمہوری عمل کی بحالی اور سالمیت پاکستان کے تحفظ کی خاطر سرگرم عمل ہیں۔

باقی رہی افغانستان کی بات تو اس سلسلہ میں ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ مسٹر ولی خاں کے موقف کو کلی طور پر نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیئے۔ خان موصوف نے گذشتہ روز اسلام آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:-

- وہ محب وطن ہیں اور ان کی حب الوطنی ملک کے کسی بھی بڑے شخص سے زیادہ مضبوط ہے۔
- وہ چاہتے ہیں کہ افغانستان اور پاکستان کے درمیان کشیدگی ختم ہو اور دونوں مسلم پڑوسی ممالک بھائیوں کی طرح امن و آشتی کے ساتھ رہیں۔
- مسٹر بھٹو نے نئی مہم ملک کے داخلی مسائل سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے شروع کی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ولی خاں کا یہ موقف ٹھنڈے دل سے غور و خوض کا طالب ہے۔ اولاً اس لئے کہ یہ دو مسلم پڑوسی ممالک کا معاملہ ہے اور اس سلسلے میں جو شخص یا حلقہ بھی صلح و امن کی بات کرے گا۔ ہم اس کا خیر مقدم کریں گے۔ ثانیاً اس لئے کہ ہمارے خیال میں افغانستان اور پاکستان کے درمیان پائی جانے والی کشیدگی کے عوامل یکطرفہ

(ورق اُلٹیے)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

اور اس سلسلہ میں پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں اور صوبہ سرحد کے بعض اقتدار پرست سیاستدانوں کے طرز عمل کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس لئے اگر خدانخواستہ افغانستان کی افواج بقول بھٹو صاحب پاک سرحدوں کی طرف بڑھ رہی ہیں تو بھی حکومت پاکستان کو صلح و امن کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے ہوئے کشیدگی کو کم کرنے کی سعی کرنی چاہیئے اس سلسلہ میں مسلم برادری اور اسلامی سیکرٹریٹ سے بھی رجوع کیا جا سکتا ہے۔ آخر مسلم برادری اگر بھٹو اور مجیب کو ایک میز پر بیٹھنے پر آمادہ کر سکتی ہے تو داؤد اور بھٹو کو ایک سٹیج پر لانا اس کے لئے کون سا مشکل امر ہے؟

اسی طرح ولی خاں کے بار بار افغانستان جانے کے بارے میں بھی بھٹو صاحب کو معقول اور سنجیدہ موقف اختیار کرنا چاہیئے۔ سوال یہ ہے کہ اگر ولی خاں کا بیرون ملک جانا ملک کے لئے نقصان دہ ہے تو انہیں حکومت پاکستان باہر جانے کی اجازت کیوں دیتی ہے، ولی خاں جب بھی ملک سے باہر گئے، حکومت کی اجازت سے گئے۔ اب اگر حکومت کو ان کی سرگرمیوں پر اعتراض ہے تو بیان بازی کے بجائے سنجیدگی کے ساتھ اس کا نوٹس لیا جائے اور عدالت کی میز پر ان کے خلاف الزامات کا ثبوت مہیا کر کے آئندہ کے لئے اس صورت حال کا سدِ باب کر دیا جائے۔ ورنہ اس تاثر کو رد نہیں کیا جا سکے گا کہ بھٹو صاحب بھی اپنے پیشرو حکمرانوں کی طرح سیاسی مخالفین کو کچلنے کے لئے غدار، وطن دشمن اور غیر ملکی ایجنٹ جیسے مہمل اور مفہوم و معانی سے عاری الفاظ کا سہارا لے رہے ہیں۔ (۲۲ جولائی)

اور یحییٰ خاں؟

وزیر اعظم بھٹو صوبہ سرحد کے شمالی علاقوں میں خان عبدالولی خاں پر الزامات کے تیر برسانے میں مصروف تھے کہ وزیر داخلہ مسٹر عبدالقیوم خاں نے قومی اسمبلی میں اعلان کر دیا کہ سابق صدر یحییٰ خاں اب حکومت کی حراست میں نہیں ہیں۔ یحییٰ خاں نے ایوب خاں کے دستبردار ہونے پر پاکستان کا نظم و نسق سنبھالا تھا اور سقوط مشرقی پاکستان کے المناک سانحہ پر ان کے اقتدار کا سورج غروب ہو گیا تھا۔ ان کے دور اقتدار میں ملک اپنی تاریخ کے سب سے بڑے بحران کا شکار ہوا۔ پاکستان دولخت ہو کر رہ گیا۔ ۹۰ ہزار فوجی دشمن کی قید میں چلے گئے اور مغربی پاکستان کے محاذ پر بھی بہت بڑے علاقے پر دشمن نے قبضہ کر لیا۔ یحییٰ خاں اگرچہ اس دور میں ملک کے بلا شرکت غیرے حکمران رہے۔ لیکن عوامی حلقوں کا یہ تاثر ہے کہ اس کارنامہ میں ان کے ساتھ کچھ سیاسی چہرے بھی شریک ہیں۔ اور تن تنہا اتنا کام کر لینا ان کے بس کی بات نہ تھی یہی وجہ ہے کہ قومی حلقے یہ مطالبہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ یحییٰ خاں پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے تاکہ عوام کو یہ معلوم ہو سکے کہ اس جرم عظیم میں ان کے ساتھ کون کون شریک ہے۔ لیکن ابھی تک اس عوامی مطالبہ کو پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی اور اب حکومت کی طرف سے یحییٰ خاں پر مقدمہ چلانے کے عوامی مطالبہ کا یہ جواب عوام کے خدشات میں یقیناً اضافہ اور تقویت کا باعث بنے گا۔ حیرت کی بات ہے کہ سقوط ڈھاکہ کا ذمہ دار یحییٰ خاں حراست سے نجات پا چکا ہے اور آخر وقت تک ملک کو متحد رکھنے کی کوشش کرنے والا ولی خاں غداری کے فتوؤں کی زد میں ہے۔

ع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

قبرص کا بحران

قبرص کا مسئلہ بھی ان مسائل میں سے ہے جنہیں بین الاقوامی استعمار نے عالم اسلام کو الجھائے رکھنے کے لئے جنم دیا ہے۔ یہ مسئلہ کئی بار مسلح تصادم کا باعث بنا ہے اور آج بھی اس کے باعث ترکی اور یونان کے درمیان مسلح جنگ کے خطرات شدید ہوتے جا رہے ہیں

قبرص بحیرہ روم کا ایک بڑا جزیرہ ہے۔ جہاں یونانی عیسائی اور ترک مسلمان آباد ہیں۔ عیسائی اکثریت میں ہیں اور مسلمان اقلیت میں ہیں اور ان کے درمیان چپقلش مدت سے چلی آ رہی ہے۔ ۱۹۶۰ء میں برطانیہ کے قبضہ سے آزادی حاصل کر لینے کے بعد پادری میکاریوس کی صدارت میں آزاد حکومت قائم ہوئی۔ اور آئین میں مسلمانوں کو نائب صدر کے عہدہ کے علاوہ پارلیمنٹ میں ۳۰ فیصد نمائندگی، سول اور فوجی ملازمتوں میں ۴۰ فیصد حصہ اور خارجی و اقتصادی امور میں حق استرداد دیا گیا۔ یونان نے متعدد بار کوشش کی کہ قبرص کی آزادی کو ختم کر کے اس پر قبضہ کر لیا جائے اور مسلمانوں کو آئینی تحفظات سے محروم کر دیا جائے۔ لیکن اس کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ اب پھر قبرص میں موجود یونانی فوجیوں نے صدر میکاریوس کی حکومت کا تختہ الٹ کر ترک مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا تاکہ قبرص کو یونان میں ضم کیا جا سکے۔

ترکی حکومت نے پہلے سفارتی سطح پر میکاریوس کی آئینی حکومت کو بحال کرانے اور مسلمانوں کا قتل عام بند کرانے کے لئے کوشش کی۔ مگر اس میں ناکامی کے بعد جزیرہ میں ترک فوجیں اتار دیں۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق بہادر ترک افواج نے قبرص کے دارالحکومت نکوسیا پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ ان مسلمان آبادیوں کا رخ کر رہی ہیں۔ جہاں یونانی وحشی مسلمانوں کے قتل عام میں مصروف ہیں۔ ادھر سلامتی کونسل نے جنگ بندی کی قرارداد منظور کی ہے۔ جسے ترکی حکومت نے قبول کر لیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ فوج کشی سے اس کا مقصد امن و امان کو بحال کرنا اور میکاریوس کی آئینی حکومت کو تحفظ دینا تھا جو پورا ہو چکا ہے۔

ہم اپنے بہادر ترک بھائیوں کو اس کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارے بہادر ترک بھائی قبرص کی مسلم اقلیت کے تحفظ اور جزیرہ کی آئینی حکومت کی بحالی کی طرف کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں اس موقعہ پر پاکستانی مسلمان بھائی آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی سے ہمکنار کریں۔ (۲۲ جولائی)

مسئلہ کشمیر نئے دور میں

وزیر اعظم بھٹو کی طرف سے آزاد کشمیر کو صوبہ بنانے کی تجویز پر جمعیۃ علماء اسلام کے [illegible] مولانا مفتی محمود نے قوم کو خبردار کیا تھا کہ اس سے مسئلہ کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف کو نقصان پہنچے گا۔ اور یہ تجویز عملاً مسئلہ کشمیر ختم کر دینے کے مترادف ہے۔ چنانچہ بھٹو صاحب نے آزاد کشمیر کو صوبہ بنانے سے تو اجتناب کیا [illegible] آزاد کشمیر میں پارلیمانی نظام اور بالآخر کشمیر پر مشتمل نیا آئینی فارمولا پیش کر کے مذکورہ مقصد کے لئے نئی راہ اختیار کر لی۔ اس فارمولے کے ثمرات رفتہ رفتہ واضح ہوتے جا رہے ہیں [illegible] ہے کہ آزاد کشمیر کی بڑی سیاسی جماعتوں مثلاً [illegible] کانفرنس اور جمعیۃ علماء آزاد کشمیر نے اسے مسترد [illegible] اور سردار عبدالقیوم بھی اس پر دستخط کرنے [illegible] سے پہلو تہی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

ادھر مقبوضہ کشمیر میں "کشمیر کونسل" کے [illegible] کے بہانے بعض حلقوں نے بھارت کے [illegible] کے باقاعدہ الحاق کی تحریک کو تیز تر کر دیا ہے [illegible] اس طرح کشمیریوں کا حق خود ارادیت دونوں [illegible] سے بعض افراد کی سیاسی اغراض کا شکار [illegible]

ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے [illegible] آئینی فارمولے کو واپس لے کر آزاد کشمیر کی [illegible] حیثیت کو بحال رکھا جائے اور پوری ریاست [illegible] کشمیر کے عوام کو آزادانہ رائے سے اپنے [illegible] مستقبل کا فیصلہ کرنے کا انسانی و جمہوری حق [illegible] کے لئے اپنی جدوجہد کو مؤثر اور تیز تر کر دیا [illegible]

(۲۲ جولائی)

محمد طیب کشمیری

آزاد کشمیر کے مسائل

- کشمیر کونسل کا قیام
- مسلم کانفرنس کا انحراف
- پیپلز پارٹی اور لبریشن لیگ کا واویلا

آخر وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ سنہ ۷۰ء کے عام انتخابات میں سندھ اور پنجاب میں واضح اکثریت کے ساتھ کامیاب ہونے والی پیپلز پارٹی نے آئندہ انتخابات کے لئے جہاں صوبہ سرحد اور بلوچستان کو زیر نظر رکھا وہیں آزاد کشمیر پر بھی نظر جمائے رکھی تاکہ کسی نہ کسی طرح آئندہ انتخابات میں پاکستان کے چاروں صوبوں کے علاوہ آزاد کشمیر میں بھی اس پارٹی کو بالادستی حاصل ہو جائے۔

چنانچہ اکتوبر ۷۱ء میں میرپور میں لبریشن لیگ کے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کوثر نیازی نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ ہماری حکومت آنے پر ہم اپنی پارٹی کی تنظیم آزاد کشمیر میں قائم کریں گے۔ راقم الحروف نے اس وقت جہلم سے ایک بیان پنڈی اخبارات کو بھیجا جو ۱۲ اکتوبر ۷۱ء کے "جاودان" اور "نوائے وقت" میں نمایاں سرخی کے ساتھ شائع ہوا۔ جس میں واشگاف الفاظ میں کہا گیا تھا کہ آزاد کشمیر میں پاکستانی جماعتیں مداخلت نہ کریں۔

اس سلسلہ میں آزاد کشمیر کی جماعتوں میں سے جمعیتہ علماء آزاد جموں و کشمیر اور آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس قابل ستائش ہیں کہ انہوں نے ہر اعتبار سے اس ریشہ دوانی کی مخالفت کی۔ صدر آزاد کشمیر نے اس سلسلہ میں براہ راست وزیر اعظم بھٹو سے ملاقات کی۔ لیکن یہ ملاقات نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی اور بھٹو صاحب اپنی ہٹ دھرمی پر ہی ڈٹے رہے۔ اور اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہوئے۔ گویا ان کا فیصلہ وحی آسمانی، قطعی اور آخری تھا اور اس کو ضرور عملی جامہ پہنانا تھا۔ جیسا کہ بنگال کے متعلق "ادھر تم ادھر ہم" کا اعلان کر کے پھر بڑی جرأت اور ہمت سے اسے عملی جامہ بھی پہنایا۔ اس جرأت و ہمت پر ہر خاص و عام جناب بھٹو صاحب کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بہرحال پیپلز پارٹی کا اس خطہ کشمیر کے ساتھ اس قسم کا گہرا تعلق اس وقت کشمیری عوام کی سمجھ میں نہیں آتا تھا اور ہر ایک انگشت بدنداں تھا کہ قائد اعظم سے لے کر صدر ایوب تک کسی نے بھی اس قسم کی جرأت نہیں کی۔ آخر کیا وجہ ہے کہ پیپلز پارٹی اپنی تنظیم یہاں قائم کر رہی ہے؟ جب یہ چہ میگوئیاں اس وقت ہوتی تھیں تو اس وقت پارٹی کے مرکزی لیڈر یہی جواب دیتے تھے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری خدمات صرف پاکستان کے چار صوبوں تک ہی محدود نہ رہیں بلکہ کشمیری عوام بھی جو غریب اور مفلوک الحال ہیں ان سے متمتع ہوں۔ ان دور افتادہ اور پسماندہ علاقوں کے باشندوں کو آگے لایا جائے تاکہ خوش و خرم زندگی بسر کر سکیں۔ گویا وہ اس خطہ میں بھی غریبوں، مسکینوں، مزدوروں، کاشتکاروں، کرایہ داروں اور مزارعوں کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ پاکستان میں قائم ہے۔ اگر پیپلز پارٹی برسر اقتدار نہ آتی تو شاید کشمیری عوام اس کے بلند بانگ اور مکر و فریب سے بھرپور دعووں سے متاثر ہو جاتے۔ لیکن خدا بھلا کرے اس پارٹی کے سرکردہ لیڈروں کا کہ انہوں نے برسر اقتدار آ کر جلدی ہی اپنے ان دعووں کی قلعی کھول دی۔ جو دوران انتخابات عوام سے کئے تھے۔ اب جب صدر آزاد کشمیر نے آئندہ انتخابات کی تاریخ کا اعلان کیا تو پیپلز پارٹی نے بھی یہاں ہلچل شروع کر دی۔ عوام کو دیکھا، ٹٹولا، ان کے خیالات و نظریات کو معلوم کیا اور ترغیب و ترہیب کے ذریعہ آزمایا۔ جب ہر طرف ناکامی نظر آئی تو فوراً آزاد کشمیر کے چند لیڈروں کو بلا کر ان سے صلاح و مشورے کر کے کشمیر کونسل کا اعلان کر دیا تاکہ آئندہ انتخابات میں براہ راست مداخلت کا جواز نکل آئے۔ اب ذرا کشمیر کونسل کا پس منظر ملاحظہ فرمایئے۔ تحریک استقلال کے سربراہ ایئر مارشل اصغر خاں نے کشمیر کونسل کا پس منظر بیان کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ افادۂ قارئین کے لئے اسے ذیل کی سطور میں درج کیا جاتا ہے۔

"اگر آزاد کشمیر اسمبلی کی طرف سے بھٹو صاحب کو یہ اطمینان ہوتا کہ وہ ان کی خوشنودی کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں پر مقدم سمجھے گی تو انہیں جمہوریت کی مشینری میں نئے پرزوں کا اضافہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ وہ آرام سے کشمیر کے متعلق کوئی فیصلہ کرتے اور اس کا گناہ و ثواب عوامی نمائندوں کے سر تھوپ دیتے ۔۔۔۔۔ لیکن بھٹو صاحب کو اس بات کا پورا احساس ہوا کہ جو لوگ گذشتہ ستائیس برس سے اپنے خون سے کشمیر میں نخل آزادی کی آبیاری کر رہے ہیں ان کے نزدیک کشمیر کا مسئلہ بھٹو صاحب کی پسند و ناپسند کا مسئلہ نہیں۔ وہ اندرا گاندھی کو بنگلہ دیش کے بعد ایک اور تحفہ پیش کرنا پسند نہیں کریں گے۔ اس لئے بھٹو صاحب نے کشمیر میں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ایک آسان اور مختصر راستہ دریافت کیا۔ اس نئے فارمولے کے مطابق ان کے ہر فیصلہ کو سپریم کونسل سے منسوب کیا جائے گا اور اسمبلی کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ اسے عوام نے منتخب کیا ہے اور پاکستان کی حکومت اس کا احترام کرنے پر مجبور ہے۔"

(جسارت کراچی ۲۷ر جون ۷۴ء)

ایئر مارشل اصغر خاں کا یہ بیان تو کشمیر کونسل کے اعلان کے پندرہ دن بعد اخبارات میں آیا۔ جبکہ جمعیتہ علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری اور صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود نے کشمیر کونسل کے اعلان سے ایک مہینہ پہلے ۱۲ر مئی ۷۴ء کو کشمیر کے متعلق جو بیان دیا تھا اس نے کشمیری عوام کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے بھٹو صاحب کے مکر و فریب کا پردہ چاک کر دیا تھا۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

"مفتی صاحب نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ شملہ معاہدہ میں طے کر دیا گیا ہے۔ حکومت نے موجودہ سرحدوں کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے اسے صوبائی درجہ دینے کی باتیں ہو رہی ہیں مگر یہ کشمیریوں پر ظلم ہوگا اور آئین کی خلاف ورزی۔ کشمیر کے مسئلے کا واحد حل استصواب رائے ہے"۔

(جسارت ۱۲ر مئی ۷۴ء)

جب مفتی صاحب کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا تو سمجھنے والے سمجھ گئے کہ کشمیر اور اہل کشمیر کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے اور موجودہ جنگ بندی لائن کو مستقل سرحد بنایا جا رہا ہے۔ لیکن برساتی مینڈکوں نے مفتی صاحب پر بے بنیاد الزامات عاید کر کے اس بیان کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور آج کشمیر کونسل کے قیام نے مفتی صاحب کے بیان پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ بہرحال مفتی صاحب کا یہ بیان کشمیر کونسل کے اعلان کے ایک مہینہ پہلے کا تھا

کشمیر کونسل کے اعلان کے بعد پاکستانی لیڈروں نے کس قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ اس سلسلہ میں ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خاں کا بیان تو گذشتہ صفحات میں آچکا ہے۔ اب متحدہ جمہوری محاذ کے صدر حضرت پیر پگاڑو کا بیان ملاحظہ فرمایئے۔ جو محاذ میں شامل تمام جماعتوں کی ترجمانی کر رہا ہے۔

"اب پوری قوم کی توجہ قادیانی مسئلہ پر مرکوز ہے تو سپریم کونسل برائے آزاد کشمیر کے روپ میں کشمیر کو صوبائی حیثیت دینے کا نظریہ ٹھونسا جارہا ہے
پیر صاحب نے مزید کہا کہ اس اقدام سے کشمیر پر پاکستان کے موقف میں تبدیلی ہوگی اور رنجوں و کشمیر کے عوام کی خواہشات پامال ہوں گی۔ انہوں نے کہا کہ عوام کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ شملہ میں جو فیصلے ہوئے تھے اور جو وعدے کئے گئے تھے۔ اب ان پر بتدریج عمل ہو رہا ہے اور عوام کو بیوقوف بنایا جارہا ہے۔"

(جسارت ۱۴ ارجون ۱۹۷۴ء)

قارئین نے دیکھ لیا ہوگا کہ پاکستانی جماعتوں نے مسئلہ کشمیر کی اہمیت و نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے بڑی جرأت اور ہمت سے کشمیر کونسل کو مسترد کر دیا۔ ان کا یہ فیصلہ بالکل بجا اور درست ہے۔ ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمایا ہے وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ کشمیر کونسل کی تجویز کشمیری عوام کی آزادی اور اس کے جمہوری حقوق کے سراسر منافی ہے اور اس کا مقصد نہ صرف آزاد کشمیر میں پیپلز پارٹی کی آمرانہ حکومت کا قیام بلکہ تقسیم کشمیر کے متعلق بھارتی اسکیم قبول کر کے آزاد کشمیر کو پاکستان میں ضم کرنا بھی ہے حالانکہ کشمیری عوام کے ساتھ پوری دنیا کے مسلمانوں کا یہی مطالبہ ہے کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق استصواب رائے کے ذریعہ حل کیا جائے۔ لیکن موجودہ تجویز قبول کرنے سے جہاں اقوام متحدہ کی قراردادوں کی مخالفت کا الزام خود ہم پر عائد ہوتا ہے جو عرصہ سے ہم بھارت پر لگا رہے تھے وہیں بھارت کو مزید یہ کہنے کا موقع بھی ملتا ہے کہ حکومت پاکستان نے آزاد کشمیر کو پاکستان کا باقاعدہ حصہ بنا کر عملاً تقسیم کشمیر قبول کر لی۔ جب کشمیر کونسل کا مقصد ہی یہی تھا کہ اس کی سابقہ حیثیت ختم کر کے اسے پاکستان کے ایک صوبے کی حیثیت دی جائے۔ اور یہی پاکستانی لیڈروں نے بھی سمجھا۔ بلکہ وہ تو شملہ معاہدہ کے فوراً بعد ہی یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ بھٹو صاحب کشمیر کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے طے کر آئے ہیں۔ اور کسی وقت بھی وہ "ادھر تم ادھر ہم" کے مفہوم کو کسی دلکش عنوان سے مزین کر کے عوام کے سامنے پیش کریں گے۔ جب بات اتنی واضح تھی تو پھر سردار عبدالقیوم خاں صاحب نے کیوں خاموشی اور شرافت سے اس معاہدہ پر دستخط کئے؟ کیا مسلم کانفرنس نے اپنے یوم تاسیس سے یہی پروگرام وضع کیا تھا کہ کشمیر کے ان تین اضلاع کو پاکستان میں ضم کر کے باقی کشمیر کو ہندو سامراج کے حوالے کر دیا جائے؟ اور کیا سردار صاحب جو الحاق پاکستان کے نعرے لگاتے تھے۔ ان سے وہ یہی مراد لیتے تھے اگر یہ باتیں غلط ہیں تو پھر کشمیری عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ سردار صاحب نے اس رسوائے زمانہ معاہدہ پر کیوں دستخط کئے؟ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

اس سلسلہ میں مسلم کانفرنس کے ان نوجوان اور باہمت کارکنوں کو مبارکباد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ جنہوں نے مجلس عاملہ کے اجلاس میں کھل کر اس معاہدہ کی مخالفت کرتے ہوئے اسے مسترد کر دیا۔ اور ساتھ ہی ان دو وزیروں کو بھی ہدیہ تبریک پیش کرنا ضروری ہے۔ جنہوں نے مولانا مفتی محمود کے نقش قدم پر چل کر اپنے اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے وزارتوں کو ٹھکرا کر یہ ثابت کر دیا کہ اس خطہ میں بھی اصول پرست لوگ موجود ہیں۔

بہر حال اب چونکہ مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ نے کشمیر کونسل کو مسترد کر دیا ہے۔ اس لئے مجموعی طور پر اس جماعت کے متعلق غلط رائے قائم کرنا بھی زیادتی ہوگی۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ جماعت کی نیک نامی اور بدنامی میں اس جماعت کے مرکزی لیڈروں کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ اب مجلس عاملہ کے اس فیصلہ کے بعد پیپلز پارٹی کونسا راستہ اختیار کرے گی۔ بظاہر تو دو ہی راستے ہیں۔ یا تو مجلس عاملہ کے فیصلہ کو قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اور اسے صدق و صواب پر محمول کرتے ہوئے کشمیر کونسل کے توڑنے کا اعلان کر کے اس کی سابقہ حیثیت بحال کرے گی اور یا ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے ان جماعتوں کے خلاف جو اس فیصلہ کو مسترد کر چکی ہیں، ایسا پروپیگنڈا کرے گی جو باہمی چپقلش اور مقابلہ اور مجادلہ پر منتج ہو۔ جس سے موجودہ حکومت کو برطرف کرنے میں آسانی ہو جائے گی یا انتخابات میں اس پروپیگنڈے سے مدد لیتے ہوئے براہ راست مداخلت کر کے اپنی پارٹی کو کامیاب اور مخالفین کو ناکام بنانے کی کوشش کرے گی۔ جیسا کہ سرحد اور بلوچستان میں کیا ہے۔

اور اگر معاہدہ میں شامل تمام جماعتیں اس معاہدہ پر قائم بھی رہتیں، تب بھی کشمیری عوام کے لئے یہ فیصلہ کوئی فیصلہ کن حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ اس فیصلہ میں آزاد کشمیر کی دوسری جماعتوں کو شامل نہیں کیا گیا تھا۔ آخر وہ بھی تو کشمیری عوام کی نمائندگی کی دعویدار ہیں۔ راقم الحروف کے خیال کے مطابق اگر باقی ماندہ جماعتوں کے لیڈروں کو بھی اس فیصلہ میں شریک کیا جاتا تو یہ بیان بازی اور رسہ کشی کی نوبت ہی نہ پہنچتی۔ اور معاملہ پرامن طور پر طے ہو جا...

اب ذرا لبریشن لیگ کے متعلق سنیئے۔

آزاد کشمیر کی جماعتوں میں لبریشن لیگ و... جماعت ہے جو خود مختار کشمیر کی حامی اور دعو... اور دوسری طرف یہی لبریشن لیگ واحد جما... جس نے اپنے جماعتی جلسوں و جلوسوں میں پ... پیپلز پارٹی کے لیڈروں کو مدعو کر کے پاکستانی... کی آزاد کشمیر میں مداخلت کی راہ ہموار کرتے... آزاد کشمیر کو پاکستان کا صوبہ بنانے کی دا... ڈالی ہے۔ لبریشن لیگ کی اس دورنگی پالیسی... منافقانہ پالیسی ہی کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ اگر وہ... پہلے نعرے پر قائم تھی تو کیا دستخط کرتے و... وہ نعرہ بھول گیا تھا۔ یا یاد تو رہا لیکن اس کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا ہے ؎

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

باقی رہ گئے پیر علی جان شاہ صاحب تو ا... متعلق اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ انہیں اصولوں... کیا تعلق؟ انہیں تو صرف کرسی کی ضرورت ہے... خواہ جس صورت میں ہی حاصل ہو جائے۔ آخر ا... مربی نے بھی تو اسی کرسی کی خاطر ایکشنٹ پاک... کو جنم دیا۔ بہر حال لبریشن لیگ اور آزاد کشمیر پیپ... پارٹی کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ وہ مسلم کانف... اور دیگر ان جماعتوں پر جو اس فیصلہ کو تسلیم نہ... کرتیں، تنقید کرنے کے بجائے عوامی رائے کا احتر... کرتے ہوئے فی الفور اس فیصلے کو مسترد کر دی... ورنہ عوام کے غیظ و غضب سے ان کا چھٹکارا مشک... ہوگا۔

حاجی محمد یعقوب صاحب کو صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام گوجرانوالہ کے دیرینہ... کارکن اور معاون جناب حاجی شیخ محمد یعقوب صاح... کی والدہ محترمہ گذشتہ روز انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وا... الیہ راجعون۔ نماز جنازہ خطیب شہر مولانا صوفی عبدالحم... نے پڑھائی۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں ک... علاوہ ہزاروں شہریوں نے شرکت کی۔ جمعیۃ کے صوبا... امیر مولانا محمد عبید اللہ انور مدظلہ اور ضلعی امیر حضرت... مولانا محمد سرفراز خاں مدظلہ نے حاجی صاحب کے گھر... تشریف لے جا کر اہل خانہ سے تعزیت کی اور مرحومہ... کی مغفرت کے لئے دعا فرمائی۔

ادارہ ترجمان اسلام اس غم میں جناب حاجی محمد یعقو... صاحب اور ان کے دیگر برادران جناب حاجی محمد اسحا... صاحب حاجی محمد رفیق صاحب حاجی محمد طفیل صاحب... حاجی عبدالستار صاحب و اہل خاندان کے اس غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ نصیب کریں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کر...

(ادارہ)

حق نواز خلیل

بنگلہ دیش تعلقات کے مفروضات

یوں تو ملک میں نام کو جمہوری حکومت ہے لیکن عملاً شخص واحد کی چلتی ہے جو وزیر اعظم کہلاتا ہے جو اندرون اور بیرون ملک کسی بھی پالیسی یا اقدام کے لئے اسمبلی کے سامنے جوابدہ نہیں۔ حالیہ بنگلہ دیش "یاترا" ہی کو لیجئے۔ بھٹو صاحب قافلہ سالار بن کر گئے پرجوش انداز میں خوش آمدید کہے گئے۔ اور پھر جو کچھ ہوا وہ عالم پر روشن ہے۔ لیکن بھٹو صاحب نے وزیر اعظم ہونے کی حیثیت میں اسمبلی کو اعتماد میں نہیں لیا۔

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھٹو صاحب جیسے ہوشیار آدمی کیوں پٹ گئے اور پٹے بھی تو ایسے کہ لاہور کانفرنس میں بنگلہ دیش کو تسلیم کر لینے اور مجیب الرحمٰن صاحب کی آمد کے بعد جو خوش فہمیاں پیدا ہوگئی تھیں وہ سب طفل تسلیاں ثابت ہوئیں۔ اور وہ توقعات جو پیدا کی گئی تھیں اور پیدا ہوگئی تھیں زینتِ طاق نسیاں ہوگئیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ جانے سے قبل مجیب صاحب کو سفارتی سطح پر ٹٹولا نہیں گیا تھا کہ وہ کیا مطالبہ پیش کرے گا۔ اور پاکستان کیا کچھ حاصل کر سکے گا۔

بنگلہ دیش اور انڈیا ریڈیو نے "اثاثوں" کی کہانی بارہا دہرائی تھی۔ لیکن یہاں ان سب کے جواب میں ایک خاموشی تھی۔ ظاہر ہے خاموشی کوئی جواب نہیں ہے صرف رضامندی کی علامت ہے۔

لیکن باایں ہمہ بھٹو صاحب ایسے گئے تھے کہ یہ گمان ہونے لگا تھا بس جانے کی دیر ہے، سفارتی تعلقات قائم اور تجارت جاری ہو جائے گی۔ لیکن

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اور اس دورہ نے پاک بنگلہ دیش کے درمیان حائل خلیج کو اور وسعت دے دی۔ اس کے پاٹنے میں شاید کئی ماہ اور شدید محنت کرنا پڑے گی۔ لیکن مجیب صاحب نے اپنے رویہ سے بنگالیوں کو یہ باور کرا دیا کہ پاکستان ان کے حصہ پر غاصبانہ طور پر قابض ہے بھٹو صاحب کے دورہ کو چار نکات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے

اولاً بھٹو صاحب کا "فقید المثال استقبال"

سرکاری ذرائع نے اسے بنگلہ دیشی عوام کا پاکستان کے ساتھ تعلقات کی بے تابی کا اظہار قرار دیا۔ ممکن ہے ایسا ہو، لیکن ہمارا خیال ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو ایک پاکستان کے حامی ہیں۔ آخر اپوزیشن پارٹیوں کا وجود خلاف ہو جانے سے ختم تو نہیں ہوگیا۔ صرف زیر زمین چلا گیا ہے۔ اور جب موقع ملے گا یہ پارٹیاں پھر اپنے فکر کے ساتھ ظاہر ہو جائیں گی۔

اور پھر استقبالی اجتماع کو ہردلعزیزی کی سند بھی نہیں کہا جا سکتا۔ ہر مکتبہ فکر کے لوگ لیڈروں کو دیکھتے اور سنتے ہیں۔ حکومت کو یہ یاد کر لینا چاہیئے اس جوش و خروش میں ایک پاکستان کے ہمنوا زیادہ تھے۔

(۲) اثاثوں کی تقسیم

لاہور کانفرنس میں مجیب صاحب کے ساتھ ایک اقتصادی ماہر آیا تھا۔ جس نے اہل حکومت سے کہا تھا کہ بنگلہ دیش کے اثاثے کے طور پر پاکستان دس سال تک ۵۰۰ کروڑ روپیہ سالانہ ادا کرتا رہے۔

بنگلہ دیش معاشی طور پر جیسا بھی ہے ہمیں اس سے غرض نہیں۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے۔ آخر اس باجگذاری کا پاکستان کو کیا حاصل؟ اتنی بڑی رقم پاکستان دفاعی یا اقتصادی میدان میں صرف کیوں نہ کرے اور بنگلہ یاترا میں مجیب الرحمٰن صاحب نے بھٹو صاحب سے اس بات کا مطالبہ بھی کر دیا۔ جس پر بھٹو صاحب نے اسے کمیٹی کے سپرد کرنے کی تجویز پیش کی اور ساتھ ہی تنہ کی اور پاک بھارت کی مثال بھی دے دی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہ معاملہ مشکل اور اکھل ہے۔

(۳) بنگلہ دیش کے ساتھ تجارت

تجارتی میدان میں پاکستان پٹ سن، چائے اور پان خرید سکے گا اور متبادل اشیاء میں وہ اکثر اشیاء جو پہلے یہاں سے برآمد ہوتی تھیں بنگلہ دیش کو دی جائیں گی۔ پٹ سن، چائے سیلون وغیرہ سے سستی قیمت پر مل رہی ہیں اور مل سکتی ہیں۔ پاکستان کے کارخانے پٹ سن کی کمی کی وجہ سے بند نہیں ہوگئے۔ دوم راستے پہلے سے زیادہ غیر محفوظ ہوگئے ہیں۔ "محفوظ" راستے تجارت کے لئے اولیں شرط ہیں۔ جو یہاں عنقا ہیں۔ بھارتی جارحیت کی تلوار ہر وقت پاکستان کے سر پر لٹک رہی ہے۔ اور سوم بنگلہ دیش نے اپنی تجارت کے لئے بھارت کو چن لیا ہے۔ کیا بھٹو صاحب اس منڈی میں بھارت سے سبقت لے سکیں گے؟

اور چائے کے متعلق گذارش ہے کہ پاکستانی حکومت کوشش کرے تو ہزارہ، سوات، مری وغیرہ علاقوں میں چائے کی کاشت کی جا سکتی ہے۔ ۱۹۵۳ء میں بفہ ہزارہ میں تجرباتی پلاٹ لگائے گئے تھے جو کامیاب رہے۔ لیکن پھر بالا ہی بالا اس تجربے کو ناکام بنا کر چھوڑ دیا گیا۔ بفہ کے محمد رستم خاں ایڈووکیٹ کے ساتھ حکومت رابطہ قائم کر کے پوری معلومات حاصل کر سکتی ہے۔ اس لئے کہ یہ پلاٹ انہی کی زمین میں لگائے گئے تھے۔ معقول منصوبہ بندی کی جائے تو دس سال کے اندر اندر پاکستان اپنی ضرورت کے لئے چائے پیدا کر سکتا ہے۔ اور ماہرین جانتے ہیں کہ اقتصادی لحاظ سے پیداواری منصوبہ بندی ملک کے لئے مفید تر ثابت ہو سکتی ہے۔

اور پھر پاکستان نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد جو نئی منڈیاں تلاش کی ہیں، انہی کو مضبوط بنایا جائے تو بنگلہ دیشی تجارت سے بہتر ہوگا۔ غیر متوازی تجارت معاشی استحکام پیدا نہیں کر سکتی۔

(۴) غیر بنگالیوں کی واپسی

اس سلسلہ میں حکومت کو ۱۹۴۷ء کا تجربہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ وہ لوگ دس سال بعد جا کر آباد ہو سکے۔ اور ابھی جو غیر بنگالی یہاں لائے گئے ہیں۔ حکومت خوب جانتی ہے۔ اس نے اپنی ذمہ داری ڈھاکہ سے پاکستان لانے ہی کی پوری کی ہے۔ یہ مہاجر شومئی قسمت اب آباد ہوں گے تو ہوں گے اس پر مزید بوجھ حکومت کو نہیں اٹھانا چاہیئے۔ اور پھر جو لوگ وہ آباد ہیں اُن کو یہاں آباد کرنے کے مفروضہ پر بے گھر کرنا ہرگز ہرگز دانشمندی نہیں ہے پاکستان کو سفارتی سطح پر مسلمان ملکوں کے ذریعے مجیب کو مجبور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ غیر بنگالی وہاں رہنے دے۔ اور جب بنگلہ دیش میں رہیں گے تو مجیب کے لئے ہرگز کوئی خطرہ نہیں بن سکیں گے حکومت کو دو اور دو چار کی طرح حقیقتوں کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ مفروضوں اور خوش فہمیوں کی بنا پر اندھیرے میں تیر چلانا کہاں کی عقلمندی ہے۔

بھٹو صاحب نے قومی وقار، خودداری بلکہ جاں نثار سپاہیوں کے اس عقیدہ کی توہین کر کے وہ پھول چڑھائے گویا بھٹو صاحب نے پھول چڑھا کر تسلیم کیا کہ بنگالی حق بجانب تھے اور پاکستان کی افواج نے ان پر زیادتی کی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ بھٹو صاحب نے اتنی تذلیل قوم کے لئے اختیار کی ہے یا اپنی ذات کے لئے قوم نے تو انہیں ہرگز یہ حق نہیں دیا تھا کہ وہ اسی حد تک جھکیں۔ آخر کچھ ذاتی معیار بھی تو ہوتا ہے۔

آخر میں ہم بھٹو صاحب سے گذارش کریں گے کہ:

جناب بھٹو! آپ جانتے ہیں کہ بنگلہ دیش نے بھارت سے ۲۵ سال دفاعی معاہدہ کیا ہے۔ جس کے تحت بنگلہ دیش حکومت اپنا دفاع نہیں کر سکتی۔ بلکہ دفاعی لحاظ سے بھارت سے پیشگی اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی۔ اور پھر حکومت کے نوٹس میں بھارت کی وہ تنبیہہ ضرور آئی ہوگی جو بنگلہ دیش حکومت کو کسی دفاعی "حرکت" پر دی گئی تھی۔

ایک اتنے بے بس ملک کو بھارت کے چنگل سے نکال باہر کرنا ایک احمقانہ مفروضہ ہے اور پھر جبکہ ہمارے ساتھ کوئی سرحدی رابطہ بھی موجود

نہیں۔ ایک ہزار میل دور ملک کو بھارت کے چنگل سے نکالنے کی خواہش و آرزو تو اچھی ہے لیکن یہاں ہمارے ساتھ آباد ملک افغانستان کے ساتھ اچھے تعلقات کے لئے حکومت کوئی قدم نہیں اٹھاتی۔ جس کی دوستی اور دشمنی ہمارے لئے زندگی اور موت کا سوال پیدا کر سکتی ہے۔

اور پھر ہمیں حیرت اس بات پر ہے۔ بھٹو صاحب جیسا مدبر انسان نفسیات سے کیوں کر غافل ہو سکتا ہے کل تک بیس سال کی ہمراہی ہونے کے باوجود بنگالی ہمارے نہ ہو سکے۔ وہ آج ہمارے دشمن بن کر کس طرح دوست بن جائیں گے۔

حالانکہ خود بھٹو صاحب نے ایک سرکاری افسر سے فرمایا تھا۔ "میرا باپ تمہارے باپ کا دشمن تھا، میں تمہارا مخالف، اور میرا بیٹا تمہارے بیٹے کا مخالف" اور بقول اصغر خاں صاحب اس پر اس افسر نے اپنی سرکاری نوکری چھوڑ دی تھی۔

موافقت اور مخالفت انسانی فطرت کا خاصا ہے اور انسان کا ذہن اتنا جلد نہیں بدل سکتا۔ جتنی جلدی وہ بنگالیوں سے متوقع ہیں۔

اور بنگلہ دیش یاترا میں وزیر اعظم صاحب نے جان لیا ہوگا کہ شیخ مجیب صاحب "ہز ماسٹرز وائس" کے طور پر بدل رہے ہیں۔

آخر میں ہم یہ عرض کریں گے کہ بنگلہ دیش کی جغرافیائی پوزیشن، بھارت کے اس پر احسانات، روس کی پشت پناہی، سمندر میں امریکہ اور روس کی بڑھتی ہوئی دوڑ اور پھر عالمی سطح پر بڑے ملکوں کی ریشہ دوانیاں اور مخصوص اغراض و مقاصد۔ ان سب باتوں پر غور و فکر کر کے یہ کہنا محال ہے کہ بھارت کے پہلو میں واقع ملک "بنگلہ دیش" کبھی آزاد خارجہ پالیسی اختیار کر سکیگا یا وہ عالمی میدان میں کوئی خاص کردار ادا کرنے کے قابل ہو جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ بنگلہ دیش آئندہ پندرہ بیس سال میں چائے، پٹ سن وغیرہ کے لئے ایک اچھا تجارتی ملک ہوگا۔ وہ بھی اس شرط پر کہ بنگلہ دیش میں ایک مدبر قسم کی حکومت قائم ہو جائے۔ ورنہ مجیب صاحب بھی بھٹو کی طرح انتہا پسند ہیں۔ لیکن جو حالات وہاں ہیں، مجیب کی انتہا پسندی بنگلہ دیش کو کسی نہ کسی دن بھارتی صوبہ میں تبدیل کر دے گی۔ دفاعی لحاظ سے بنگلہ دیش کو اس وقت تک اٹھان نہیں مل سکتی جب تک وہ بھارت کے زیر سایہ ہے اور جب تک وہ دفاع کے میدان میں اپاہج ہے وہ کسی بھی اتحاد میں پاکستان کے لئے سودمند نہیں ہو سکتا۔ اور پاکستان کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ اپنی بقا و سالمیت کے لئے اپنے محاذ کو مضبوط کرے۔ اور پھر بھارت کے ایٹمی ملک بن جانے کے بعد پاکستان کے لئے ہمسایہ دوستوں کی ضرورت اور بڑھ گئی۔ اس لئے کہ دور کے دوستوں کے بحری بیڑے نے مشرقی پاکستان کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ ویسے پاکستان اب چین اور ایران پر نگاہ رکھ

ہو سکتا ہے۔ اسلامی بلاک صرف دامے درمے ہی پاکستان کے کام آسکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے تعلقات قائم ہوں لیکن اس کیلئے پاکستان کو دیوالیہ نہیں کرنا چاہئے۔

جسٹس صمدانی ربوہ میں

- طیاروں کی نیچی پرواز
- پولیس چوکی میں جرم کی کوئی رپورٹ نہیں
- دعوت قبول کرنے سے انکار

واقعہ ربوہ کی تحقیقات کرنے والے ٹریبونل کے واحد ممبر جسٹس صمدانی۔ ۲۰ جولائی کو ربوہ تشریف لے گئے تاکہ جائے وقوعہ کا معائنہ کر سکیں اور دوسری معلومات حاصل کر سکیں۔ وہ وہاں ۵ ½ گھنٹے کے قریب تشریف فرما رہے۔ جبکہ ان کے ساتھ ایڈووکیٹ جنرل، وکلاء اور صحافی بھی تھے۔ اس قیام کے دوران جو خاص باتیں دیکھنے میں آئیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے:

● — جسٹس موصوف کی آمد پر پاک فضائیہ کے دو طیارے بڑی گھن گرج کے ساتھ فضا میں نمودار ہوئے انہوں نے نیچی پرواز کی اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

● — صمدانی صاحب نے ربوہ کے تقریباً تمام دفاتر اور دوسری اہم جگہ کا معائنہ کیا۔ لیکن بانی پاکستان اور شاعر مشرق کی کوئی تصویر کہیں بھی نظر نہ آئی۔ البتہ مرزا غلام احمد کی تصویریں ہر جگہ آویزاں تھیں نیز پورے شہر میں پاکستان کا جھنڈا کہیں بھی نظر نہ آیا البتہ قصر خلافت پر جماعت کا اپنا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا۔

● — ۵۶ء میں ربوہ بدر کئے جانے والے صالح نور نامی قادیانی پر ایک عجیب قسم کا خوف طاری تھا۔ اس کے رشتہ داروں نے جھروکوں سے اسے دیکھ کر محض آنسو بہائے۔ لیکن "قانونی جرم" کے پیش بات کرنے کی جرأت نہ کی۔

● — خلیفہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر کے باہر ایک تختی پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ "آج ملاقات کا دن نہیں"۔

● — ٹریبونل نے ربوہ کی چوکی کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہاں کسی جرم کی کوئی رپورٹ نہیں اس موقعہ پر تھانہ لالیاں کے ایس ایچ او نے اعتراف کیا کہ ہم محکمہ امور عامہ کی منشاء کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔

● — صمدانی صاحب نے شہر کی سڑکوں پر بعض عجیب اور اشتعال انگیز نعرے دیکھے۔ مثلاً "مرزا غلام احمد کی جے"۔ نیز مرزا صاحب کا مشہور انگریزی الہام جس میں انہوں نے کہا ہے کہ "خدا بادلوں کی اوٹ میں اپنی فوج لے کر تمہاری مدد کو آرہا ہے"۔

فاضل ٹریبونل کے حکم سے فوٹوگرافر حضرات نے بعض کتبوں کی تصویریں بھی لیں۔

● — ربوہ میں صمدانی صاحب کی مرزا ناصر احمد سے ملاقات نہیں ہوئی۔

● — ناظم امور عامہ کے دفتر کا جب آپ نے معائنہ کیا اور فائلیں دیکھیں تو آپ کو بتلایا گیا، کہ اختلافات وغیرہ کی صورت میں آخری فیصلہ خلیفہ ربوہ کا ہوتا ہے۔

● — قصر خلافت پر لہرائے جانے والے جھنڈے کے علاوہ ایک جھنڈا آپ نے دفتر امور عامہ میں آپ نے دیکھا۔ جس کو "پرچم لوائے احمدیت" کہا جاتا ہے۔ اس پر مینار چاند ستاروں کے علاوہ قرآن حکیم کی اس آیت کا ترجمہ بھی ہے کہ "خدا نے بدر میں تمہاری امداد کی جبکہ تم کمزور تھے"۔ آپ کو بتلایا گیا کہ جماعت کی شاخ کسی بھی ملک میں ہو، ملکی جھنڈے کے ساتھ یہ جھنڈا لازمی ہے۔

● — اس موقعہ پر آپ کو بتلایا گیا کہ ارسال زر مبادلہ کی سہولتیں نہ ملنے کی وجہ سے بیرونی ممالک میں مبلغ نہیں بھیجے جا سکے۔

● — جسٹس صمدانی نے دفتر بلدیہ کا معائنہ کیا۔ اور وہاں خدام الاحمدیہ کا پرچم دیکھا (کل پرچم ۵ ہیں) اس پرچم پر چاند ستاروں اور مینار کی تصویر کے علاوہ برطانوی طرز کے جھنڈے کی طرح لکیریں بھی ہیں۔

● — مسجد اقصیٰ کے معائنہ کے دوران دیکھا گیا کہ منبر کی جگہ ڈائس رکھا ہوا ہے۔

● — ٹریبونل نے قصر خلافت اور مسجد مبارک کو دیکھا۔ اس مسجد کے محراب میں دروازہ دیکھ کر بڑا تعجب کیا گیا۔

● — آپ نے "بہشتی مقبرہ" بھی دیکھا۔ جہاں "خاندان خلافت" کی قبروں پر کندہ وصیتیں بڑی تعجب خیز تھیں ان میں مرزا محمود کا قول درج تھا کہ جونہی موقعہ ملے یہ نعشیں قادیان (بھارت) لے جائی جائیں۔

یاد رہے کہ جسٹس صمدانی نے خلیفہ کے بھائی مرزا مبارک کی دعوت چائے قبول نہیں کی۔

وزیر اعظم کی طرف سے بائیکاٹ کی مخالفت اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے

داخلی استحکام کے لئے عوام کے متفقہ مطالبات کو فی الفور منظور کیا جائے

جمعیۃ علماء اسلام ملتان شہر کے مطالبات

(رپورٹ: شیخ محمد یعقوب)

جمعیۃ علماء اسلام ملتان کی مجلس عمومی کا اجلاس شیخ قمرالدین لدھیانوی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں درج ذیل قراردادیں منظور ہوئیں۔

(۱) گندم لانے پر پابندی سے آٹے کی شدید قلت شہر میں پیدا ہو چکی ہے۔ بعض علاقوں میں آٹا اور روٹی بالکل نہیں مل رہی۔ اس صورت حال سے غریب لوگ بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ اجلاس اس پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مقامی انتظامیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہ پابندی ختم کی جائے ذاتی ضرورت اور اجنٹوں و ریہڑوں پر لائی جانے والی تھوڑی مقدار پر سے پابندی واپس لی جائے نیز ڈپوؤں پر آٹا مہیا کیا جائے۔ مقدار میں اضافہ کیا جائے

(۲) اجلاس کشمیر کی سرحدوں پر بھارتی فوجوں کے اجتماع پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر مسلمانوں کے بنیادی مطالبات کو تسلیم کرنے کا اعلان کرے۔ تاکہ داخلی محاذ پر قومی اتحاد سے بیرونی مداخلت کا موثر مقابلہ کیا جا سکے۔ اگر حکومت نے داخلی مسائل کو حل نہ کیا تو حالات کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

(۳) اجلاس بلوچستان کے مسئلہ کا سیاسی حل تلاش کرنے، تشدد آمیز کاروائیوں کو ختم کرنے اور فوجی مداخلت روکنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

(۴) اجلاس چٹان اور جسارت پر پابندی کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہے ان اخبارات کی بحالی اور سنسر شپ ختم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

(۵) اجلاس وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے بیانات پر افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ انہوں نے بائیکاٹ کو خلاف اسلام قرار دے کر اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کا اقرار کر لیا ہے۔ حالانکہ بائیکاٹ کی موجودہ تحریک پر امن اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔

آمریت، تشدد، بہیمانہ کاروائیوں کے ساتھ ملک میں رشوت، سود اور شراب کے عام استعمال کی موجودگی میں مقتدر حضرات کو اسلام کا نام لیتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ یہ لوگ عالم ہیں نہ مفتی، ان کو موقع بہ موقع اسلام کی رٹ لگانے کا کوئی حق نہیں۔

(۶) اجلاس مولانا شمس الدین کی شہادت مولانا دوست محمد قریشی اور مولانا محمد سعید کی وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کرتا ہے اور ان کی مغفرت و بلندی درجات کی دعا کرتا ہے۔

آہ — مولانا محمد سعید قریشی

جماعتی حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و غم کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق کار اور جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی ناظم حضرت مولانا قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ کے والد محترم حضرت مولانا محمد سعید قریشی گذشتہ روز حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت شاہ جی کی زندگی میں ان کے ساتھ مل کر دینی و سیاسی تحریکات میں حصہ لیتے رہے اور شاہ جی کی وفات کے بعد جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو گئے اور آخر وقت تک جمعیۃ سے وابستہ اور مقامی جمعیۃ کے امیر رہے۔

آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور اس کے بعد انہیں شاہی مسجد کہروڑ پکا ضلع ملتان کے احاطہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

ہم مولانا مرحوم کے پسماندگان خصوصاً محترم جناب قاری نورالحق صاحب قریشی کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور پسماندگان کو مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین حق کی خدمت کی توفیق دیں۔

(ادارہ)

ضلع مظفر گڑھ جمعیۃ کا ماہانہ اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کا ماہانہ اجلاس مورخہ ۷ اگست بمقام چوک اعظم منعقد ہو رہا ہے جس میں پیر سید عبدالرزاق شاہ صاحب۔ مولانا محمد لقمان علی پوری شرکت فرما رہے ہیں۔ ایجنڈا حسب ذیل ہوگا

(۱) تمام جماعتی حضرات ۱۹۷۳ء کا حساب کتاب ہمراہ لائیں (۲) مبلغ صاحب کی کارکردگی کا جائزہ (۳) آمدہ خطوط از لاہور پر غور و خوض

(۴) ضلع میں جماعتی کام کا جائزہ اور مزید علاقہ میں جماعتی کارکردگی کی رفتار (۵) ترجمان اسلام کی خریداری کی رفتار اور اپنے اپنے علاقہ میں رسالہ کی تعداد سے آگاہی (۶) دیگر امور باجازت امیر ضلع

کاروانِ جمعیۃ منزل بہ منزل

مولانا محمد اکرم کی گرفتاری پر احتجاج

کھیوڑہ کے ایک بہت بڑے اجتماع میں ایک قرارداد کے ذریعہ ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت حضرت مولانا محمد اکرم صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کی گرفتاری کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ مولانا موصوف اور دیگر علماء کو فی الفور رہا کیا جائے۔ ورنہ حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ کیونکہ مولانا محمد اکرم کی گرفتاری کے خلاف عوام میں سخت ہیجان و اضطراب پایا جاتا ہے۔

مرکزی مجلس عمل پر اعتماد کا اظہار

جمعیۃ علماء اسلام ضلع بنوں کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ضلعی امیر مولانا محمد حنیف کی زیر صدارت سرائے نورنگ میں منعقد ہوا۔ جس میں مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے تمام فیصلوں اور اقدامات کی تائید کرتے ہوئے مجلس عمل کے قائدین کو مکمل وفاداری اور تعاون کا یقین دلایا گیا۔ اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مجلس عمل کے مطالبات کو فی الفور تسلیم کر لیا جائے۔ اجلاس سے مولانا محمد حنیف کے علاوہ مولانا عبدالحکیم مولانا صاحب جان، مولانا علی اکبر، مولانا امیر سرور، حافظ غلام ربانی، ڈاکٹر گل محمد اور حافظ محمد سعید نے بھی خطاب کیا۔

ہزاروی گروپ میں شمولیت کی تردید

مدرسہ حفظ القرآن نورانی مسجد سکھر کے مدرس مولانا احمد حسن نورانی نے اس افواہ کی تردید کی ہے کہ وہ ہزاروی گروپ میں شامل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مجھے حضرت درخواستی مدظلہ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ اور حضرت مولانا عبیداللہ انور اور مولانا سید محمود شاہ امروٹی کی قیادت پر مکمل اعتماد ہے۔

آزادانہ استصوابِ رائے کے سوا مسئلہ کشمیر کا کوئی حل قبول نہیں کیا جا سکتا

آزاد کشمیر میں اسلامی قانون کا طے شدہ مسودہ فی الفور نافذ کیا جائے

جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کا اجلاس اور قراردادیں

مظفر آباد۔ جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس امیر مرکزی حضرت مولانا محمد یوسف جان صاحب کی صدارت میں یہاں کالج کے اردو ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں آزاد کشمیر کے تمام اضلاع کے علاوہ پاکستان کے مختلف حصوں سے بھی نمائندوں نے شرکت کی۔ اجلاس تین گھنٹوں سے زیادہ جاری رہا جس میں جماعت کی تنظیم، موجودہ ملکی حالات اور اسلامی نظام حیات کے نفاذ وغیرہ امور کے سلسلہ میں غور و خوض کیا گیا۔ امیر جمعیۃ مولانا محمد یوسف جان صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ تنظیم کی ضرورت پر قرآن و سنت میں بہت زور دیا گیا ہے۔ اور جب تک ہم لوگ منظم ہو کر کام نہیں کریں گے۔ ہماری کوششوں کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ہمیں اس کے لیے قربانی کے جذبہ سے کام کرنا چاہیئے۔ جن لوگوں نے تقاریر کیں۔ ان میں مولانا امیر الزماں خاں مولانا محمد الیاس مولانا علی اکبر قیصر، الحاج مولانا محمد اسحاق خاں، مولانا عبدالرزاق خاں، مولانا محمد ابراہیم میرپور۔ مولانا عبدالرحمان چشتی کراچی، مولانا فیض رسول مانسہرہ، مولانا محمد اشرف خاں سنگ، مولانا فضل کریم۔ مولانا فیض الرحمان، قاری عبدالمالک اور حافظ محمد عبدالصمد باغ کے اسماء خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

عاملہ کا دوسرا اجلاس شام کو پانچ بجے منعقد ہوا جو دو گھنٹے جاری رہا جس میں مختلف تنظیمی امور کے علاوہ چند قراردادیں اتفاق رائے سے منظور کی گئیں۔ جس میں ایک قرارداد میں حکومت آزاد کشمیر سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اسلامی قانون کا طے شدہ مسودہ فی الفور آرڈیننس کے ذریعے نافذ کرے۔ کیونکہ اسے اسمبلی میں پیش کرنا مزید التوا میں ڈالنے کے مترادف ہوگا۔ اگرچہ اس کام کو آج سے بہت پہلے ہو جانا چاہیئے تھا۔ تاکہ اس وقت تک اس راہ کی مشکلات پر قابو پایا جا سکتا، تاہم اگر اب بھی اسے نافذ کر دیا جائے تو جمعیۃ اس کی تائید و حمایت کو اپنا فرض سمجھتی ہے، نیز یہ کہ یہ مسودہ پورے کا پورا نافذ کیا جانا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ اس کے حصے بخرے کر کے عشر، زکوٰۃ جیسی نفع بخش دفعات کو تو نافذ کر دیا جائے اور حدود و قصاص کی دفعات کو ترک کر دیا جائے۔

ایک اور قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا۔ کہ السنہ شرقیہ اور دینیات کی تعلیم و تدریس کے لئے مدارس عربیہ کے فضلاء کا معقول کوٹہ مقرر کیا جائے اسلامی نظام کی دعویدار حکومت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اسلامیات کی تدریس کے لئے ایرے غیرے قسم کے لوگوں کو تعلیمی اداروں میں مقرر کرے۔

ایک اور قرارداد کے ذریعے شیخ عبداللہ کے حالیہ بیانات سے کشمیر کے دونوں حصوں میں پیدا شدہ اضطراب پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اور کہا گیا کہ ریاست کے بارے میں کوئی مستقل تصفیہ صرف اسی صورت میں قابل قبول ہو سکتا ہے جبکہ وہ اقوام متحدہ کی قرارداد کے مطابق آزادانہ استصواب رائے کے اصول پر ہو۔ ایک اور قرارداد کے ذریعے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے صدر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کی مساعی جمیلہ کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اور ان کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اپنی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا گیا اور ان کی درازی عمر و صحت کے لئے دلی طور پر دعا کی گئی۔

ایس، پی مظفر گڑھ کو تبدیل کیا جائے

انجمن شہریانِ کوٹ ادو کا مطالبہ

کوٹ ادو۔ انجمن شہریان کوٹ ادو نے اپنے ایک اجلاس میں جس کی صدارت میاں غلام عباس قریشی ممبر قومی اسمبلی نے کی۔ کوٹ ادو پولیس خاص کر ایس ایچ او کوٹ ادو مہر محمد حیات کے پچھلے دنوں ایک شہری اور اس کی بیوی سے غیر شریفانہ سلوک کرنے کے واقعہ کی تحقیقات کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ محاسبہ کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایس پی مظفر گڑھ کے تبادلہ کے بعد ہی تحقیقات میں حصہ لیا جائے گا۔ کیونکہ ایس پی مہر محمد حیات کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ معزز شہریوں، تمام سیاسی پارٹیوں کے لیڈر حضرات۔ تاجروں کے نمائندوں نے شرکت کی۔

میں نے مصروفیات کے باعث استعفیٰ دیا ہے

(مولانا عبدالعلیم جالندھری)

جمعیۃ علماء اسلام لائلپور شہر کے سابق امیر مولانا عبدالعلیم جالندھری نے ایک بیان میں شہری جمعیۃ کے امیر کے عہدہ سے ان کے استعفیٰ کے بارے میں غلط فہمی پھیلانے والوں کے گمراہ کن پروپیگنڈا کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ میں نے مصروفیات کے باعث استعفیٰ دیا ہے۔ اس لئے جماعتی احباب کو کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہیئے

قاری نور الحق قریشی کی تلاش میں پولیس کے چھاپے

گھروں میں گھس کر پردہ دار خواتین کو پریشان کیا گیا

عوام کا شدید احتجاج

۷ر جولائی کی شام کو پولیس کے ایک دستہ نے قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ۔ جنرل سیکرٹری ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ملتان و سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کی تلاش میں ان کے گھر پر چھاپہ مارا۔ پولیس ان کے گھر میں داخل ہو گئی۔ جس کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے بچوں اور پردہ دار عورتوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اس واقعہ کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس سے ایک روز قبل قاری صاحب کے والد ماجد مولانا محمد سعید صاحب قریشی وفات پا گئے تھے۔ ان کی تعزیت کے لئے شہر کے معززین مردان خانہ میں موجود تھے اور شہر کی معزز خواتین کے علاوہ ملتان بہاولپور، شجاع آباد، خانیوال کی معزز خواتین زنان خانہ میں موجود تھیں۔ پولیس پارٹی کبیر والہ سے وارنٹ گرفتاری لئے مختلف مقامات پر چھاپے مار رہی تھی پولیس ملتان کچہری میں پھرتی رہی۔ اور اسی روز قاری صاحب کے مکان اور مدرسہ قاسم العلوم پر چھاپے مارے۔ اس واقعہ سے شہر میں انتظامیہ کے خلاف نفرت کی لہر دوڑ گئی۔ مقامی جمعیۃ علماء اسلام، متحدہ جمہوری محاذ اور مجلس عمل کے علاوہ شہر کی مختلف تنظیموں نے اور شہر کے ہر طبقہ کے معزز افراد نے پولیس کے اس رویہ پر نہایت تشویش کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ شہر اور علاقہ بھر کی ایک عظیم شخصیت کے انتقال کے بعد دوسرے ہی روز ان کے گھر پر چھاپہ مارنے سے حکومت اور انتظامیہ نے اپنی بدنامی میں اضافہ کیا ہے۔

اس سلسلہ میں جمعیۃ طلباء اسلام کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں جمعیۃ طلباء کے راہنماؤں نے انتظامیہ کے اوچھے اور غلیظ کردار کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے حکومت کو متوجہ کیا کہ اگر حکومت نے انتظامیہ کو ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے نہ روکا تو اس سے پیدا ہونے والی صورت حال کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عاید ہو گی۔

کبیر والہ پولیس کے رویہ کی مذمت

ملتان۔ کبیر والہ جمہوری پارٹی کے صدر مہدی خاں، جنرل سیکرٹری ریاست علی، جمعیۃ طلباء اسلام کے صدر ریاض حسین ساجد۔ جنرل سیکرٹری اعجاز احمد اور جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ مولانا اللہ بخش نے ایک مشترکہ بیان میں کبیر والہ پولیس کے رویہ کی سخت مذمت کی ہے۔ پولیس نے مولانا محمد سلیم کو بلا وجہ تھانہ بلوایا اور گرفتار کرنے کی دھمکی دی۔ مولانا محمد سلیم کی ضمانت قبل از گرفتاری سیشن جج ملتان ملتان سے منظور ہو چکی ہے

جمعیۃ طلباء اسلام کی سرگرمیاں

محمد اسلوب قریشی صدر مرکزیہ اور قاضی محمد اشرف ناظم مرکزی دفتر

۱۵ دن کی نظر بندی کے بعد رہا ہو گئے

عبد المتین چودھری کی نظر بندی میں مزید ایک ماہ کی توسیع

رہائی کے بعد جناب محمد اسلوب قریشی صاحب نے مرکزی دفتر میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے۔ فرمایا۔ کہ حکومت اس مسئلہ کو دبانے کے لیے متعدد قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام اب ہوشیار ہو چکے ہیں۔ اب حکومت کے کسی چکر میں نہیں پھنسیں گے بلکہ اس وقت تک دم نہیں لیں گے۔ جب تک یہ مسئلہ حل نہیں کیا جاتا انہوں نے فرمایا کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے منشور میں واضح طور پر ختم نبوت کا تحفظ موجود ہے۔ ہم اپنے منشور کے مطابق اس مسئلہ کو مستقل حل کرانے کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ آپ نے جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ ہر وقت ناموس محمد کی خاطر قربان ہونے کے لیے تیار رہیں۔ آخر میں آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا۔ کہ تمام اسیر طلباء اور علماء کو فی الفور رہا کیا جائے۔ انہوں نے جناب عبد المتین چوہدری اور طفیل ہاشمی کی نظر بندی کی توسیع پر اظہار افسوس کیا۔

جناب عبد المتین چوہدری ناظم عمومی صوبہ پنجاب طفیل ہاشمی شیخ محمد طارق صاحب نذیر احمد فاروقی ناظم عمومی سرگودھا ملک خلیل احمد صاحب ناظم ضلع جھنگ عطاء اللہ۔ شہباز کراچی و دیگر طالب علم راہنماؤں کی گرفتاری کی پر زور مذمت کرتے ہوئے متعدد مقامات سے طلباء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان رہنماؤں کو فوراً رہا کیا جائے۔

مقامات سے مذمت کی اطلاعات موصول ہوئیں (۱) جھنگ ۲۔ لائل پور ۳۔ گوجرانوالہ ۴۔ حافظ آباد ۵۔ ساہیوال ۶۔ چیچہ وطنی ۷۔ عارف والا ۸۔ خانیوال ۹۔ میاں چنوں۔ ۱۰۔ خانیوال۔ ۱۱۔ کہروڑ پکا۔ ۱۲۔ رحیم یار خان ۱۳۔ صادق آباد ۱۴۔ بہاول پور ۱۵۔ بہاولنگر ۱۶۔ چشتیاں ۱۷۔ ہارون آباد ۱۸۔ جہلم۔ ۱۹۔ ڈسکہ ۲۰۔ چنیوٹ ۲۱۔ پشاور۔ مردان ۲۳۔ کراچی ۲۴۔ سکھر ۲۵۔ حیدر آباد ۲۶۔ ٹنڈو آدم ۲۷۔ جام پور شورو

صوبائی صدر کی ہدایت

رانا شمشاد علی خان صدر صوبہ پنجاب نے تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ موجودہ تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار

رستم (ضلع سکھر)

جمعیۃ طلباء اسلام رستم کا ایک اجلاس بصدارت حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب منعقد ہوا۔ جس میں رستم جمعیۃ طلباء اسلام کا انتخاب عمل میں آیا۔

صدر جناب نذیر احمد مہر

نائب صدر چوہدری شوکت حیات شاد آرائیں

ناظم عمومی۔ جناب محمد اکرم انصاری

خازن۔ جناب محمد یعقوب مہاجر

ناظم نشر و اشاعت جناب دین محمد مہاجر

انتخابات کے بعد مولانا محمد لقمان صاحب نے دفتر ہذا کا افتتاح کیا۔ اور پرچم کشائی بھی کی۔

درابن کلاں ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں

جمعیۃ طلباء۔ اسلام درابن کلاں کا مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا صدر اختر سلیم شاہ ہاشمی۔ نائب صدر حافظ حبیب الرحمن ناظم عمومی حافظ عبد المجید حاجی ناظم سمیع اللہ خاں خازن۔ حافظ گل عباس۔

صوبہ پنجاب کی رپورٹ

تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں جمعیۃ طلباء اسلام کے زیر اہتمام صوبہ پنجاب میں کئی جلسے منعقد ہوتے۔ جس میں مرکزی و صوبائی راہنماؤں نے خطابات کیے۔ اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

اس سلسلہ میں ۲۸ جولائی پسرور نماز عصر کے بعد جلسہ عام

۲۷ جولائی کو ڈسکہ نماز عشاء کے بعد

۲۹ / گکھڑ بعد نماز عصر

۲۹ / وزیر آباد۔ بعد نماز عشاء

۳۰ / ضلع راولپنڈی

یکم / اگست ضلع کیمل پور

۳ / اگست جہلم

ان مقامات پر صوبائی و مرکزی رہنما تشریف لے جائیں گے صوبائی صدر صاحب نے تمام اراکین کو ہدایت کی۔ کہ وہ جلسہ عام کا انتظام کریں۔

چک ۸۸ میں

جمعیت طلباء اسلام کا قیام

مدرسہ عربیہ دار العلوم عثمانیہ چک نمبر ۸۸ کا انتخاب۔

صدر عبد المالک۔ ناظم اعلیٰ فیض اللہ صاحب خازن عبد الحکیم صاحب ناظم نشریات۔ حافظ عبد المالک صاحب۔

جمعیۃ طلبہ اسلام کہروڑ پکا کے ناظم کو صدمہ

جمعیۃ طلباء اسلام کہروڑ پکا کے ناظم جناب حافظ محمد انور کی جواں سالہ ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت اور لواحقین کے لیے صبر جمیل عطا فرمائیں۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

عبد اللطیف ناظم اعلیٰ کہروڑ پکا۔

تعزیت

جناب قاری نور الحق صاحب قریشی کے والد محترم کی وفات پر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے صدر محمد اسلوب قریشی ناظم عمومی سید مطلوب علی زیدی و دیگر جمعیۃ کے رہنماؤں نے اظہار افسوس کیا۔ خدا تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے

چیچہ وطنی

جمعیۃ طلباء اسلام چیچہ وطنی میں صدر حافظ عبد الحفیظ نے قرب و جوار کے چک میں تحریک کے سلسلہ میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جمعیۃ طلباء اسلام اس مسئلہ کے لیے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرے گی۔ ان کے مطالبہ پر کئی مقامات پر مرزائیوں کا بائیکاٹ بھی کیا۔